ہر فرد کا فرض ہے کہ اہوائے نفس کے خلاف انتہائی کوشش کرے

(خطبہ جمعہ فرمودہ ۶ رنومبر ۱۹۸۱ء بمقام مسجد اقصیٰ ربوہ)

تشہّد و تعوّذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور انور نے فرمایا:-

سورۃ توبہ میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ اَلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَ هَاجَرُوْا وَ جٰهَدُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ بِاَمْوَالِهِمْ وَ اَنْفُسِهِمْ (التوبۃ:۲۰) جو لوگ ایمان لائے۔ جو لوگ ایسے ہیں جنہوں نے ہجرت کی اور وہ لوگ جنہوں نے جہاد کیا اپنے نفوس کے ساتھ بھی اور اپنے اموال کے ساتھ بھی۔ اُنہیں بہت اجر ملے گا اور اللہ تعالیٰ انہیں بشارت دیتا ہے اپنی رضا کی جو اس زندگی سے شروع ہوتی ہے اور خاتمہ بالخیر ہو تو بغیر تسلسل ٹوٹے ہمیشہ کے لئے ساتھ رہتی ہے اور اُن جنتوں کی جن میں سے ایک، ایک اور شکل میں اس زندگی سے تعلق رکھتی ہے اور دوسری ایک اور شکل میں مرنے کے بعد کی زندگی سے تعلق رکھتی ہے۔

قرآن کریم کی تمام تعلیم اس کے احکام اور اوامر ونواہی' وہ ان باتوں سے جو یہاں بیان ہوئی ہیں، تعلق رکھتے ہیں یعنی ایمان، ہجرت کرنا اور مجاہدہ کرنا خدا کی راہ میں۔

ایمان کا تعلق دل سے ہے اور اس کے معنی میں پھر دل کا جو پُختہ عقیدہ ہے اُس کا اظہار بھی ہو ساتھ اور جو دل کا پُختہ عقیدہ ہے اس کے مطابق اعمال بھی ہوں۔ یعنی جوارح بھی لکھنے والوں نے لکھ دیا۔ تو زبان سے اظہار کرنا اور دل میں ایک پختہ عقیدہ رکھنا اور اس کے مطابق اپنی زندگی کو ڈھالنا یہ تین چیزیں ایمان کے اندران کی یا هَاجَرُوْا والی شکل بنتی ہے یا جٰهَدُوْا والی

شکل بنتی ہے اور تمام اسلامی تعلیم اور عقائد احکام و اوامر ان ستونوں کے اُوپر کھڑے ہوئے ہیں۔

مفرداتِ راغب میں ہے کہ ہجرت کے معنے ہیں ترکِ مکان۔ اپنا ایک مکان، رہائش، جگہ کو چھوڑ نا۔ انہوں نے کہا دار الکفر سے دار الایمان کی طرف۔ یہ اسلامی اصطلاح ہے۔ مہاجرین وہ بنے جنہوں نے مکہ کے ماحول کو، مکہ کی جائیدادوں کو، مکہ کے مکانوں کو، مکہ کے رشتہ داروں کو جو ایمان نہیں لائے تھے چھوڑ دیا اور خدا کی رضا کے حصول کے لئے سارے تعلقات قطع کر کے اور کسی قسم کے جذبات کا خیال نہ رکھتے ہوئے مکہ چھوڑا اور مدینے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی معیت میں زندگی گزارنے کے لئے چلے گئے۔

امام راغب مفردات میں لکھتے ہیں کہ ہجرت کے معنی۔ هِجْرَانُ الشّهوات انہوں نے یہاں تین معنے کئے ہیں۔ اہوائے نفس جو ہیں۔شہوات جو ہیں اُن کو ترک کرنا۔ اصل اس کے معنی ترک کے ہیں نا۔ تو جو اہوائے نفس ہیں۔ شہوات ہیں۔ اُن کو چھوڑ دینا ترک کرنا۔ دوسرے جو اخلاق ذمیمہ ہیں۔ بُرے اخلاق گندے اخلاق، خدا سے دور لے جانے والے اخلاق معاشرہ میں فساد پیدا کرنے والے اخلاق، اُن اخلاق ذمیمہ کو ترک کرنا۔ وہ کہتے ہیں کہ ہجرت میں یہ بھی شامل ہے۔

اور تیسرے معنی ہیں کہ خطایا کو ترک کر دینا۔ یعنی ہر وہ چیز جو خدا تعالیٰ کی ناراضگی کا موجب ہے، اُسے چھوڑ دینا۔

اب قرآن کریم کی تعلیم اوامر و نواہی پر مشتمل ہے۔ تمام نواہی یعنی یہ جو کہا گیا ہے کہ یہ نہ کر، یہ نہ کر، یہ نہ کر ان کا تعلق انہی تین چیزوں سے ہے۔ اہوائے نفس کو چھوڑنے کے ساتھ۔ اخلاق ذمیمہ کو ترک کرنے کے ساتھ اور خطایا جنہیں کہتے ہیں غلطیاں اور گناہ اور معصیت کے کام، ان سے عملی بیزاری اور اُن کو چھوڑ دینے کے ساتھ۔ اور جٰهَدُوْا مجاہدہ کے بنیادی معنی ہیں مقدور بھر کوشش کرنا۔ اپنی طاقت کے مطابق کوشش کرنا، پورا زور لگا دینا۔ اس کے اصطلاحی معنی، اسلامی اصطلاح میں اس کے پھر آگے تین معنی بنتے ہیں۔ ایک اُس دشمن کے خلاف انتہائی کوشش جو زور کے ساتھ اور طاقت کے ساتھ اور ہتھیاروں کے ساتھ اسلام کو مٹانا چاہتا ہے اور جیسے ایک اصطلاحی چھوٹا سا ایک محاورہ ہمارا ہے۔ مجاهدة العدو اسلام کا جو دشمن ہے اس

کی تمام ایسی کارروائیاں کہ جو اسلام دشمنی پر مبنی ہیں' اُن کا پورے زور کے ساتھ مقدور بھر کوشش کر کے مقابلہ کرنا اور اُنہیں ناکام کرنا۔ اس کے دوسرے معنی شیطان کے خلاف مقدور بھر کوشش کرنا۔ **مجاھدۃ الشّیطٰن** ۔شیطان بالواسطہ یہ جو انسان' انسان کا دشمن بنتا ہے **مجاھدۃ العدو** کے پیچھے بھی شیطانی قوتیں' وساوس حرکت کر رہے ہیں لیکن یہاں قرآن کریم کی تعلیم نُور لے کے آئی۔ **مجاھدۃ الشّیطٰن** کے معنے ہم یوں کریں گے کہ ظُلمات کو اللہ، قرآن اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے نور کے ذریعے سے نُور میں بدل دینا۔ ظُلمت کو مٹا کے نُور آ جائے اور قرآن کریم کے تمام نواہی نے گند مٹا کر اوامر۔ ہر امر جو ہے وہ نُور پیدا کرنے والا ہے کیونکہ ہر امر کی، حکم کی جو اطاعت ہے وہ اللہ تعالیٰ کے قرب کی راہوں کو کھولنے والی اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے عطا ہونے والے نُور کی وارث بنانے والی ہیں اور **مجاھدۃ النفس** کے تیسرے معنی یہ ہیں کہ جو شیطان کے وار ہر انسان پر پڑتے ہیں اُن کا مقابلہ کرنا اور نا کام بنانا شیطان کو۔

شیطان نے آدم کی پیدائش کے وقت خدا تعالیٰ سے یہ اجازت لی تھی تمثیلی زبان میں کہ میں تیرے بندوں کو جنہیں تو نے اپنا عبد بنانے کے لئے پیدا کیا ہے یعنی وہ تیرے بندے بن جائیں تیرے ہو جائیں تُجھ میں فانی ہو کر ایک نئی زندگی پانے والے ہوں۔ میں اُن کو دوزخ کی طرف لے جانے کی انتہائی کوشش کرتا رہوں گا۔ قرآن کریم نے اعلان کیا جو تیرے بندے ہوں گے حقیقتاً اُن پر تیرا زور نہیں چلے گا۔ ہاں جو خود میرے بندے نہ بننا چاہئیں اور اھوائے نفس اور شہوات نفس کے پیچھے چلنے کی کوشش کریں وہ تیرے گروہ میں شامل ہو جائیں گے۔

حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مجاھدۃ النفس کے متعلق۔ **جاھدوا اھواء کم** ہر شخص کا، ہر فرد کا یہ فرض ہے کہ وہ اھوائے نفس کے خلاف انتہائی کوشش کرے اور اُس نفس کو جو شیطان کی طرف گھسیٹنے والا ہے اُس کی ہیئت کذائی بدل کر ایسا بنا دے جو اللہ تعالیٰ کی طرف حرکت کرنے والا ہو اور اُس کے فضلوں کو پانے والا ہو۔

مفردات راغب میں یہ بھی ہے کہ مجاہدہ ہاتھ سے ہو جو کوشش بھی ہو اُسے بھی مجاہدہ کہتے ہیں اور جو زبان سے ہو اُسے بھی مجاہدہ کہتے ہیں۔ ہاتھ سے کوشش محاورہ ہے یعنی جو مادی طریقے پر کوشش کی جائے مثلاً انسان کا نفس ہے جو اپنے خلاف مجاہدہ کرتا ہے وہ ہاتھ کی کوشش ہے۔

انسان اپنے آپ کو وعظ نہیں کیا کرتا تقریر کر کے۔ وہ دوسروں کو سُناتا ہے۔ کبھی خلوص نیت کے ساتھ کبھی بد نیتی کے ساتھ خدا کے ساتھ ایسے لوگوں کا معاملہ۔ لیکن ہر وہ کوشش جو زبان کی نہیں وہ کوشش ہاتھ کی کوشش کے اصطلاحی معنے میں شامل ہیں۔

چونکہ اسلام کی ساری تعلیم ان بنیادوں پر کھڑی ہوئی اوران ستونوں کے اوپر وہ بلند ہوئی اس لئے جماعت احمدیہ کے بارے کام جو دینی اغراض کو پورے کرنے والے ہیں اُن کا تعلق خالص ایمان کے ساتھ ہے۔ جو ہجرت کے معنے ہیں **ھجران الشَّھَوات** اوراخلاق ذمیمہ سے پرہیز اور خطایا سے بچنا اس کے ساتھ ہے اور مجاہدہ اپنی جو شکلیں اختیار کرتا ہے یعنی مقدور بھر کوشش پوری سعی اپنی، پورا زور لگا دینا۔ پوری طاقت خرچ کرنا تا کہ اسلام کا دشمن ناکام ہو شیطان کے ہتھیار کند ہو جائیں اورانسانی نفس خدا کا بندہ بن کر زندگی گزارے شیطان کا بندہ بن کر زندگی نہ گزارے۔ اس لئے جو جماعتی پروگرام ہیں ان کو ہم نہ نظر انداز کر سکتے ہیں نہ بے توجہی سے اُن کو لے سکتے ہیں، نہ ہمارا عمل مقدور بھر کوشش جو مجاہدہ کی جان ہے اُسے کئے بغیر کامیاب ہو سکتے ہیں۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے لنگر جو ہے اُسے جماعت احمدیہ کی جو کوشش، اسلام کو دنیا میں غالب کرنے کی ہے اُس کا ایک ستون بتایا ہے۔ زمانہ کروٹیں بدلتا ہے کبھی لنگر خانے کے انتظام کو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے تو اتنی اہمیت دی کہ اپنے ہاتھ میں رکھا پھر پھیل گیا پھر نظام ایک بن گیا۔ وہ نظام کبھی تھوڑا بہت کمزور بھی ہوا کبھی بہت کچھ ترقی بھی کی لیکن ایک چیز ہمارے مشاہدہ میں ہے جس سے انکار نہیں کیا جا سکتا کہ اتنا اثر ہے دارالضیافت کے نظام کا۔ اپنوں نے بھی اور جو باہر سے آتے ہیں ہمارے بھائی جو ابھی احمدی نہیں ہیں اُن پہ بھی کہ جس وقت ہم نے زیادہ توجہ دینی شروع کی اس کی طرف تب ہمیں اس کی افادیت اور اس کی عظمت کا پتا لگا۔ اب جماعت وسعت اختیار کر گئی اور بیرونی ممالک سے بھی مہمان آتے ہیں۔ دنیا کے کونے کونے سے جلسہ سالانہ کے موقع پر آجاتے ہیں۔ سارے سال تو ساری دنیا کے احمدی یہاں زندگی نہیں گزار سکتے۔ سارا سال بھی آتے رہتے ہیں۔ اب بھی اس مسجد میں ایک ہالینڈ سے آئے ہوئے مہمان ہیں اور بھی کوئی ہو۔ ہاں ایک کینیڈا سے آئے ہوئے مہمان

ہیں اور بھی شاید کوئی ہو۔

تو یہ مہمانوں کو عیش ہم نے نہیں کروانی اُن کو تکلیف نہیں ہونے دینی۔ اس اصول کے اوپر ہمارا لنگر خانہ چل رہا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے یہاں تک خیال رکھا تھا کہ جن لوگوں کو پان اور زردہ کھانے کی عادت تھی اُس زمانہ میں جب قادیان چھوٹا سا گاؤں تھا اور نہ پان ملتا تھا نہ زردہ وہاں کوئی کھاتا تھا تو آدمی بھجوا کے امرتسر یا بٹالہ جہاں بھی ملتے تھے اُن کی عادت کے لئے یہ چیزیں منگوا کے دیتے تھے۔ پھر وہی لوگ جنہوں نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے منگوائے ہوئے پان کھائے بہت ساروں نے پان کھانا ہی چھوڑ دیا ہوگا بعد میں جب پوری تربیت ہوگئی لیکن حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے یہ خیال رکھا اور جب ذرا ایک دو موقع پر سستی ہوئی تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے نظام کے متعلق خفگی کا اظہار ہوا۔ ہمارے پاس محفوظ ہیں خدا تعالیٰ کے احکام بھی کتابوں میں۔ وہ تو لمبی تفصیل ہے۔

اس تمہید کے بعد اور یہ بتانے کے بعد کہ لنگر اور خصوصاً جب یہ سال میں ایک بار اپنے عروج پہ ہوتا ہے یعنی جلسہ سالانہ کا لنگر۔ وہ ایک ہی لنگر کی شاخ ہے۔ ہر مہینے میں میرے خیال میں لنگر سے آٹھ دس ہزار کھانے تقسیم ہوتے رہیں لیکن ان چند دنوں میں کئی لاکھ کھانے تقسیم ہو جاتے ہیں۔ پھر یہ چھوٹا سا قصبہ۔ پھر اس قصبے سے محبت کرنے والے لاکھوں آدمی۔ وہ باہر سے یہاں آجاتے ہیں۔ دنیا کی نگاہ میں دنیا کے معیار کے مطابق تکلیف اٹھانے کے لئے لیکن بڑی لذت اٹھاتے ہیں۔ اب تو جو امریکنز یہاں آنے شروع ہوئے کئی سال سے میری تحریک پر تو اُن میں یہ احساس پیدا ہو رہا ہے کہ ہمارے ساتھ عدم مساوات کا سلوک کیوں کیا جاتا ہے۔ جب پاکستان کا مہمان چاول کی پرالی پر سوتا ہے تو ہمیں بھی پرالی دو ہمیں چارپائیاں کیوں دی جاتی ہیں۔ کئی ایک نے مجھے کہا۔ میرے دماغ نے تو یہ سوچا جب تمہاری کثرت ہو جائے گی تو تمہیں بھی ہم پرالی دیا کریں گے۔

آج مَیں جو ہماری ذمہ داریاں ہیں ان کی طرف جلسہ سے پہلے یاد دہانیاں ذَکِّرْ کے ماتحت کروایا کرتا ہوں ان میں سے بعض باتوں کے متعلق کہنا چاہتا ہوں۔ اہل ربوہ کی ذمہ داریاں باہر سے آنے والوں کے مقابلہ میں اپنے اثر کے لحاظ سے بہت زیادہ ہیں۔ اگر آپ میں باہر

سے آنے والا بداخلاقی دیکھے گا تو آپ کے لئے ڈوب مرنے کی جا ہے اور اتنا برا اثر ہوگا اس کے اوپر کہ کوئی حد نہیں اور اگر آپ ان سے میٹھے بول بولیں گے ان کی خدمت کر رہے ہوں گے اپنی طرف سے کوشش کر رہے ہوں گے کہ انہیں تکلیف نہ پہنچے، ہوسکتا ہے کہ یہ کوشش کامیاب نہ ہو لیکن اگر دل سے آپ کوشش کر رہے ہوں گے بالکل اسے نظر انداز کر دیں گے۔ اگر وہ یہاں صفائی نہیں دیکھیں گے اور ہمارے قرآن کریم نے ان کو یہ سکھایا ہوا ہوگا کہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر قرآنی وحی نے یہ ذمہ داری ڈالی کہ امت مسلمہ کی اس طرح اصلاح کرو کہ جسمانی لحاظ سے بھی، مادی لحاظ سے بھی اور اخلاقی اور روحانی لحاظ سے بھی ان میں پاکیزگی پائی جائے، طہارت پائی جائے۔ اتنی تفصیلی ہدایات دیں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے، فرمایا مسواک کرو۔ آپ صبح اُٹھ کے مسواک کرتے تھے کیونکہ رات بھی نہیں انسان کرتا ایک لمبا عرصہ گزرتا ہے تو منہ میں بعض جرمز (Germs) پرورش پا جاتے ہیں۔ پھر مسواک کیسے کرو۔ جو آج کا ڈینٹسٹ ہے ان کو ایک دفعہ میں نے بتایا ماہر کو تو وہ کہنے لگا اچھا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہدایت دی ہے۔ ہم تو سمجھتے تھے کہ آج کے زمانہ کی جو Discoveries بہت سی ہوئی ہیں انہوں نے بتایا ہے کہ اس طرح برش کرنا چاہیئے کہ مسوڑھے کے اوپر سے نیچے کی طرف نہ لاؤ۔ اس سے زخم ہو جائے گا نیچے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے اور یہ جو مہذب دنیا ہے جیسے اثر قبول کر کے آپ میں سے بعض خاندان وہاں جا کے پردہ چھوڑ دیتے ہیں، ان کی تہذیب کا یہ حال ہے کہ جب میں پڑھا کرتا تھا تو ایک دفعہ میں سیر کر رہا تھا گاؤں کے ایک علاقہ میں۔ میری عادت تھی کہ میں سیکھتا تھا بہت کچھ مشاہدہ کر کے۔ تو ایک چورا ہے کے اوپر میں سیر کر رہا تھا تو ایک چوراہے پر چھوٹی گاؤں کی سڑکیں تھیں ایک دودھ کی موٹر 'Van' لے کر پھرتے رہتے ہیں دودھ بیچنے کے لئے وہ کھڑی ہوئی تھی اور سکول کے بچے سکول سے واپس آ کے تو بعض کے پاس پیسے تھے۔ وہاں کھڑے ہوئے تھے کوئی چاکلیٹ خرید رہا تھا کوئی دودھ پی رہا تھا۔ تو میں نے اُن کو دعوت دی کہ جو دودھ پی رہا ہے اس کے پیسے میں دوں گا۔ میں اپنا تعارف کروانا چاہتا تھا۔ خیر وہ پانچ دس بچے جو تھے انہوں نے میری دعوت قبول کر لی۔ اُن کو میں نے دودھ پلایا۔ ہر بچہ سے میں نے پوچھا کہ آج تم نے دانت صاف کئے۔ کہتا نہیں۔ میں نے کہا ایک ہفتے سے تم نے

دانت صاف کئے۔ کہتا نہیں۔ میں نے کہا جب سے تمہیں ہوش آئی ہے۔تم نے اپنی ہوش میں کبھی دانت صاف کئے کہتا نہیں۔ یہ آج مہذب دنیا ہے لیکن ہمارے آقا نے تو چودہ سو سال پہلے ہمیں مہذب بنا دیا۔ پاکیزگی جسمانی اور اپنے ماحول کی اور کپڑوں کی۔ یہ تہذیب کا حصہ ہے جو اُن کے نصیب میں نہیں تھا، ہمیں مل گیا۔اس لئے ربوہ میں صفائی ابھی سے شروع کر دو۔

ربوہ کی صفائی کے دو حصے ہیں۔ایک جو گند نظر آئے خدام الاحمدیہ اسے دور کرنا شروع کر دے سارے ربوہ سے۔ایک ہر گھر کی یہ ذمہ داری ہے کہ گند باہر نہ پھینکے۔ بہت سارے ایسے گھرانے ہیں جن کو ہمارے محلّوں کی تنظیم نے یہ بتایا ہی نہیں کہ سڑک کے اوپر، راہ گزر پر جسے عربی میں ’’طریق‘‘ کہتے ہیں۔گند پھینکنا گناہ ہے۔گند پھینکنا گندگی پیدا کرنا عام فضا میں گناہ ہے۔اس لئے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ اِمَاطَةُ الاَذٰى عَنِ الطَّرِيْقِ (سنن نسائی کتاب الایمان) طریق یعنی راستے سے گند کو دور کرنا اور ہٹانا ایمان کا حصّہ ہے۔تو بے ایمانی ہو گیا نا گند پھینکنا۔ بڑی دلیری کے ساتھ جہالت کے نتیجہ میں گھر والا بے ایمان بن جاتا ہے۔صفائی کر کے سڑک کے اوپر پھینک دیتا ہے۔

اہل ربوہ کو میں مخاطب ہوں ایک تو آپ نے سڑک پر گند نہیں پھینکنا اور خُدّام کی تنظیم دوسروں کے ساتھ ملائیں انصار کو بھی اور اطفال کو بھی۔آپ کو کہیں گند نظر آئے، اُسے اٹھا دینا ہے یا غلط جگہ خار دار جھاڑیاں اُگ آتی ہیں اُن کو کاٹ دینا ہے۔

دوسرا گند یہ جو کھوکھے اور یہ ساری چیزیں ہیں نا یہاں کیلا کھایا اور اس کا چھلکا پھینک دیا۔ ہوسکتا ہے اور دنیا میں ہزاروں ایسے واقعات ہوتے ہیں کہ پندرہ منٹ کے بعد ایک شخص آیا۔اس کا پاؤں پڑا وہ پھسلا اور اُس کی لات کی ہڈی ٹوٹ گئی۔تمہیں اسلام لوگوں کی لاتوں کی ہڈیاں توڑنے کی اجازت نہیں دے سکتا۔ نہ جو تھوڑا سا زخم ہے اُس کی بھی اجازت ہے۔ جو گرنے سے تکلیف ہوتی ہے اس کی بھی اجازت نہیں۔ اسلام نے تو کہا تھا كُنْتُمْ خَيْرَ اُمَّةٍ اُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ (اٰلِ عمران:۱۱۱) تمہیں تو پیدا ہی کیا گیا ہے دکھوں کو دور کر کے سکھ کے حالات پیدا کرنے کے لئے۔اس لئے جتنا حصّہ اس نظام کا ہمارے پاس ہے ایک حصہ تو حکومت کا ہے نا۔اس میں تو مَیں دخل نہیں دیتا لیکن جو ہمارے

پاس ہے جو احمدی کھوکھے دار ہیں دوسرے ہیں اُن سے کہیں کہ تمہارے جو کھوکھے ہیں۔کھوکھے کے پاس کوئی چھلکا نہیں گرا ہوا ہوگا۔معمولی بات ہے۔ایک پُرانا بڑا سا ڈرم لے لو۔ وہ پیسے تو تمہیں خرچ کرنے پڑیں گے اور دکاندار کا فرض ہے کہ کوئی ایسی چیز ہے اور کوئی وہاں کھا رہا ہے تو کہے اُس کو کہ چھلکا زمین پر نہیں پھینکنا، اس کے اندر پھینکو۔ ہزار ہا ایسی جگہیں جہاں پھٹا ہوا کاغذ یا چھلکے یا گند یا وہ ڈبہ جہاں سے کھانے کی چیز نکالتے ہیں وہ پھینکنے کے لئے ہزار ہا نہیں لکھوکھہا ایسے ڈرم انگلستان کے کونے کونے میں پڑا ہوا ہے۔ کاغذ کا ایک پرزہ نظر نہیں آتا۔ جنگل میں جائیں گے پکنک کرنے کے لئے کھانا کھائیں گے۔اب انہوں نے کاغذ کی پلیٹیں بنا لیں۔کاغذ کے چمچے بنالئے آسان کام کر دیا وہ۔یعنی خیال ہو تو آسانی پیدا ہوتی ہے نا۔ ہر پارٹی میں بھی گیا ہوں پکنک پر جماعت کے ساتھ۔انہوں نے اس وقت تو آدمی زیادہ ہوتے ہیں کئی بڑے بڑے بورے جو ہوتے ہیں نا رُوئی کے اس طرح کے پلاسٹک کے تھیلے۔ وہ ساتھ لے کے جاتے ہیں۔تھوڑی سی جگہ میں وہ آجاتا ہے۔اُس کو وہ پھر ساری صفائی کر کے کاغذ کے چمچے، چُھریاں، ڈبے جن میں سے انہوں نے کھانا نکالا ہے، پھل کے ڈبے، ہر چیز اس تھیلے میں ڈال دیتے ہیں۔کاغذ کا ایک ٹکڑا بھی وہاں نہیں چھوڑتے اور پھر جگہ مقرر ہوتی ہے وہاں جا کر پھینک دیتے ہیں۔اُن کی وین 'Van' آتی ہے تھیلے کو اُٹھا کے لے جاتی ہے۔اس دنیا کو جا کے آپ تبلیغ یہ کریں گے کہ اسلام کہتا ہے کہ صفائی رکھو وہ آپ کی بات سنے گا اس سال اور دو سال کے بعد وہ زیرِ تبلیغ یہاں آجائے گا۔ وہ کہے گا تم تو ہمیں کچھ اور کہتے تھے اور تمہارا عمل تو کچھ اور ہے۔قرآن کریم تو کہتا ہے لِمَ تَقُوْلُوْنَ مَا لَا تَفْعَلُوْنَ (الصف: ۳) پس یہ تو سارا سال ہے لیکن اس موقع پر جب گند کا نقصان زیادہ ہے۔ یہ ساری وبائیں جو پھیل جاتی ہیں بعض دفعہ میلوں پر اُس کی وجہ ایک یہ بھی ہے اور بھی ہوں گی واللہ اعلم۔

پس اہالیان ربوہ اپنے گھر بھی صاف ستھرے رکھیں اور اُن کے کمرے دیں جلسہ کے نظام میں مہمانوں کو وہاں رکھنے کے لئے۔ ویسے تو میں ہر سال ہی میں یہ بتاتا ہوں کہ ہمارا ہر گھر ہی اللہ کے فضل سے مہمانوں سے بھرا ہوتا ہے لیکن ہر گھر جو مہمانوں سے بھرا ہوتا ہے اُس میں وہ مہمان ہیں جو اُس گھر والے کے جان پہچان ہیں۔ایسے بھی مہمان بھی آتے ہیں پاکستان سے

یہاں کہ ربوہ میں اُن کو کوئی جانتا پہچانتا نہیں۔ وہ کہاں ٹھہریں؟ کچھ تو ہماری جماعتی قیام گاہیں ہیں عورتوں اور مردوں کے لئے کچھ خاندانوں کے لئے لیکن وہ سب کو نہیں سنبھال سکتیں عملاً۔ اس کوشش میں آپ نے نظام جماعت کا ہاتھ بٹانا ہے۔ چھوٹا کمرہ ۸×۸ یا ۱۰×۸ کا کمرہ ہو وہ دے دیں اگر زیادہ بڑا کمرہ نہیں دے سکتے۔ بڑا دے سکتے ہیں وہ دیں لیکن اس کوشش میں کہ جن کے دوست، واقف، رشتے دار یہاں نہیں ہیں اُن کو کم سے کم یہ سہولت مل جائے کہ وہ رات کی سردی میں آسمان کے نیچے نہ سوئیں بلکہ اُن کو تکلیف سے بچایا جائے۔

دوسرے میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ تعداد میں بہت اضافہ ہوا اللہ کے فضل سے پچھلے سال ہمارا خیال تھا ڈیڑھ لاکھ ربوہ والے ملا کے۔ ڈیڑھ لاکھ احمدی اور اُن کے دوست جلسہ کے دنوں میں جو زیادہ سے زیادہ تعداد یہاں جمع ہوئی ہے ربوہ میں وہ ڈیڑھ لاکھ ہے۔ بڑی تعداد ہے اور ہر سال بڑھتی ہے۔ میں امید رکھتا ہوں کہ اس سال وہ کم از کم پونے دولاکھ شاید دو لاکھ تک بھی پہنچ جائے کیونکہ پچھلے سال بھی ڈیڑھ دو لاکھ کا اندازہ کم سے کم تھا۔ میرا اندازہ دولاکھ کے قریب تھا کیونکہ جو دونوں جلسہ گاہیں میں نے دیکھی ہیں اور میری تقریر پہ وہ کچھ غافل بھی آجاتے ہیں جو باہر چھوڑ کے چلے جاتے ہیں جلسہ گاہوں کو تو جو زنانہ جلسہ گاہ تھی میری تقریر کے وقت وہ 'Overflow' کر رہی تھی۔ ہزارہا عورت برقعہ پوش زنانہ جلسہ گاہ سے باہر پھر رہی تھی اور اسی طرح مردانہ جلسہ گاہ سے باہر مرد پھر رہے تھے۔ میرا اندازہ تھا کہ پونے دو لاکھ۔ دولاکھ کے درمیان کوئی تعداد ہے لیکن بہر حال جو گنتی کا اندازہ کم تھا وہی میں بیان کرتا رہا ہوں۔ اس سال تو وہ گنتی میں بھی آجائیں گے پونے دولاکھ۔ اس عرصہ میں مکان بھی بہت بنے ہیں۔ تعمیر کی طرف زور زیادہ رہا۔ اور یہ ۱۹۷۴ء میں خدا تعالیٰ نے الہاماً مجھے کہا تھا: وَسِّعْ مَكَانَكَ میں نے اس وقت جماعت کو بتا دیا تھا کہ خدا نے کہا ہے کہ یہ جو ۱۹۷۴ء کا منصوبہ بنا تھا استہزاء کا۔ ہمیں ذلیل کرنے کا۔ اس کے لئے میں کافی ہوں اور میرے مہمانوں کا تم انتظام کرو۔ وَسِّعْ مَكَانَكَ ۔ تو اللہ تعالیٰ نے اتنی توفیق دی ۱۹۷۴ء میں جو تعمیر کے حالات تھے اس سے ۳۰-۴۰ گنا زیادہ حالات ہو گئے ہیں۔ حالات سے مراد ہے پیسہ لوگوں کے پاس آ گیا۔ قیمتیں بھی ناجائز طور پر بعض لوگوں نے بڑھا دیں Compitition کر کے۔ تو مکان بہت بن گئے ہیں۔ ضرورتیں بہت

زیادہ ہوگئی ہیں۔ تو اُسی نسبت سے آپ حصہ لیں۔ اللہ تعالیٰ آپ کو بڑا اجر دے گا جیسا کہ میں نے اس آیت میں ساری آیت نہیں پڑھی، اس کا مفہوم بتا دیا ہے کہ اجر عظیم ایسے لوگوں کے لئے اللہ تعالیٰ نے اور بشارتیں ان کے لئے۔ اگر آپ خدا سے اجر اور اس کی رضا اور اس کی بشارتیں لینا چاہتے ہیں تو ہجرت کے وہ تین مفہوم اور مجاہدہ کے وہ تین مفہوم جو میں نے ابھی بتائے ہیں ان پر آپ کو کاربند ہونا پڑے گا کاربند رہنا پڑے گا۔ چونکہ تعداد بڑھ گئی اس لئے یہاں کے انتظامی رضا کار ہمارے لئے کافی نہیں رہتے۔ اس لئے پانچ سو مخلص رضا کار باہر سے ہمیں ملنے چاہئیں اور ۲۳ کی شام کو جلسہ شروع ہوتا ہے ۲۳ کی دوپہر تک یہاں پہنچ جانے چاہئیں اور حسب قواعد وہ اپنے ساتھ سرٹیفکیٹ لائیں اپنے علاقہ کے قائد کا اور جو بھی ہیں اس وقت میرے سامنے نہیں کہ کیا کیا الفضل میں شائع کر دیں گے جلسہ سالانہ والے، اس کے مطابق ہوں۔ اخلاص سے کام کرنے والے ہوں۔ خدا کا فضل ہے کہ ایک آدھ کے متعلق جلسہ میں شکایت ملتی ہے کہ اُس نے کام ٹھیک نہیں کیا۔ بڑے اخلاص کے ساتھ آتے ہیں اور اخلاص سے یہاں کام کرتے ہیں۔ پس کمرے دیں۔ صفائی کریں۔ رضا کار آئیں چھلانگیں مارتے ہنستے مسکراتے قہقہے لگاتے اللہ تعالیٰ کے فضلوں پر جو گزر چکے اور امید رکھتے اس بات پر کہ پہلے سے زیادہ اللہ تعالیٰ کے فضل اُن پر نازل ہوں گے۔ پچھلے سال جلسہ کے بعد نظام جلسہ نے مجھے کہا کہ دیگیں ہمارے پاس کم ہیں اور بڑی مشکل پڑتی ہے۔ ہم دیگیں کرایہ پر لے کے آتے ہیں فیصل آباد سے۔ ان کی پھر صفائی کرنی پڑتی ہے ان کی قلعی کروانی پڑتی ہے اور وہاں سے لانا اور پھر لے جانا۔ کام بڑھ گیا تو میں نے کہا ٹھیک ہے آپ کا کام ہلکا کر دے گی جماعت۔ میں نے تحریک کی۔ ان کا اندازہ تھا کہ دو سو دیگ اگر ہمیں مل جائے تو کرایہ کی دیگوں کی جو زحمت ہے اور انتظام ہے، اس سے ہم بچ جائیں گے۔ میں نے جماعت کے امیر لوگوں کو کہا جو آسانی سے دو ہزار جو قیمت انہوں نے بتائی تھی ایک دیگ کی دے سکیں، وہ دو سو دیگوں کے پیسے دے دیں۔ دو سو دیگوں کے پیسے بنتے ہیں دو ہزار کے لحاظ سے چار لاکھ روپیہ اور بعض لوگ جو احمدی نہیں احمدیت سے باہر سمجھتے تھے کہ یہ کیسے ہو جائے گا کہ دو سو آدمی ایک ایک دیگ دے دے گا لیکن عملاً جو جماعت نے قربانی دی اس میں یکم نومبر ۱۹۸۱ء تک اور اب تو ضرورت نہیں۔ اب

آئندہ نہ دیں لوگ۔ ایک اس کے بعد بھی آ گیا یکم نومبر ۱۹۸۱ء تک ۱+۳۱۷ = ۳۱۸ دیگوں کی قیمت آ گئی ۲۰۰ کی بجائے۔ ۶٫۳۷٫۸۹۱ روپے انہوں نے جب دیگیں بنوائیں تو مجھے خیال آیا میں نے ہی ان کو کہا کہ پوری دیگ جو ہے بعض دفعہ آدھی دیگ پکانی پڑتی ہے اگر پوری دیگ میں آدھی دیگ پکائیں سالن تو ضیاع ہوتا ہے پیسے کا۔ زیادہ آگ چاہیئے پکانے کے لئے گرم کرنے کے لئے۔ تو کچھ وہ دوسری دیگیں بھی بنائی گئیں۔ اور یہ قریباً ۲۴۰ دیگیں بن گئیں اور اس کے بعد بہت سی رقم بچ گئی۔ جو بچ گئی رقم یہ میں اس لئے کہہ رہا ہوں کہ آپ نظام جلسہ کو اجازت دے دیں کہ دیگوں کی بجائے ایک اور ضرورت تھی وہ پوری انہوں نے کی ہے مجھ سے پوچھ کے وہ کرلیں کیونکہ پیسے دینے والے نے دیگ کی نیت کی تھی۔ کھانے کے برتن Stainless Steel کے۔ یہ انہوں نے بنائے ہیں ہزار آدمیوں کے لئے۔ ایک ہزار کو کھانا کھلانے کے لئے Stainless Steel کے برتن لئے ہیں۔ جس کے اوپر =/۴۸۳۶۰ روپے خرچ آئے ہیں۔ یہ اسی دیگوں والی مد سے خرچ کئے گئے ہیں۔ اور پانچ سو افراد کی چائے کے لئے Stainless Steel کے برتن لئے گئے ہیں جن کے اوپر =/۱۳۴۰۰ روپے خرچ آیا ہے۔ ابھی کچھ رقم بچی ہوئی ہے۔ دارالضیافت کو میں کہتا ہوں کہ اسے ریزرو میں دیگوں کے لئے رکھیں کیونکہ مجھے یقین ہے کہ آنے والے جلسے پر یہ محسوس کریں گے کہ کچھ اور دیگیں بنی چاہئیں کیونکہ مہمان زیادہ آنے لگ گئے ہیں۔ انشاءاللہ۔

پس ایک تو بڑی قربانی کرنے والی جماعت اللہ تعالیٰ نے پیدا کردی ہے اور اس لئے نہیں کہ کسی ایک شخص نے یا اس جماعت نے کوئی دنیوی فوائد حاصل کرنے ہوں یا اعزاز لینا ہو۔ ہمارا اعزاز تو صرف یہ ہے کہ اللہ ہم سے راضی ہو۔ رضوان باری تعالیٰ۔ کسی غیر احمدی کے منہ سے یہ نکل گیا کہ تالیف القلوب ہونا چاہیئے ۔ میں نے کہا کیا کہتے ہو تم۔ جن کی جھولیاں اللہ تعالیٰ کی نعمتوں سے بھری ہوئی ہیں اُن کی تالیف قلوب تم کرنے آؤ گے۔

یہ جو دیگوں میں حصہ لینے والے ہیں عام طور پر بہت مالی قربانی کرتے ہیں' اُس کے علاوہ میں جماعت کو کہتا ہوں کہ اُن کے لئے دعا کریں۔ اللہ تعالیٰ انہیں احسن جزا دے اور آج جمعہ کی نماز کے ایک سجدے میں۔ دوسری رکعت کے پہلے سجدہ میں۔ یہ میں اس لئے کہہ رہا ہوں کہ

دوسری رکعت کے دوسرے سجدہ میں میں نے اپنا یہ دستور بنایا ہوا ہے کہ جماعت کے لئے صرف دعا کرتا ہوں یعنی کسی فرد کے لئے نہیں کرتا۔ تو دوسری رکعت کے پہلے سجدہ میں دو تین فقرے کہیں دعا کے اندر بے شک۔ اس طرح کی لمبی دُعا تو نہیں کر سکتے کہ اللہ تعالیٰ انہیں احسن جزادے اور ان کے اموال میں برکت ڈالے اور ان کے اخلاص میں برکت ڈالے اور ان کا خاتمہ بالخیر کرے۔ ایک دفعہ راضی ہونے کے بعد اللہ تعالیٰ کی ناراضگی مول لینے والے نہ ہوں۔

اور میں دعا کرتا ہوں جلسہ کا کام شروع ہو گیا نا۔ اور آپ بھی خاص طور پر دُعائیں کرتے رہیں۔ کوئی معین میں وقت مقرر کرتا ہوں نہ کوئی طریقہ۔ آج سے جلسہ تک دعائیں کرتے رہیں کہ اللہ تعالیٰ باہر سے آنے والوں کو بھی اپنی حفاظت میں رکھے اور اہل ربوہ کو بھی اپنی حفاظت میں رکھے اور ہر قسم کی تکلیف اور پریشانی اور دُکھ اور بیماری سے ہر دو حصّے جو ہیں جماعت کے آنے والے اور رہنے والے' اُنہیں محفوظ رکھے اور ہنستے کھیلتے ہم اُس کی راہ میں جلسہ پر جیسا کہ ہمارا بغیر نام لیے کے طریق ہے آئندہ کے لئے عزم کرتے ہیں کہ پیچھے نہیں ہٹیں گے آگے بڑھیں گے۔ خدا تعالیٰ ایسا عزم کرنے کی توفیق اس آنے والے جلسے پر بھی دے کہ جو عزم پہلے سے زیادہ اہمیت کا حامل ہو اور جو پہلے سے زیادہ اللہ تعالیٰ کی رحمتوں کو حاصل کرنے والا ہو اور جس عزم کے نتیجہ میں اللہ تعالیٰ اسلام کے حق میں پہلے سے زیادہ حالات پیدا کر دے۔

اور جس ملک میں ہمارا مرکز ہے اللہ تعالیٰ پاکستان کی بھی حفاظت کرے اور ہمارے اس ملک۔ پاکستان کی خوشحالی کے سامان پیدا کرے اور ترقیات کے سامان پیدا کرے اور پاکستانی دل میں وہی محبت پیدا کر دے جو اُس نے ہمارے دل میں پیدا کی ہے اور غلبۂ اسلام کی جو مہم اللہ تعالیٰ نے اپنی حکمت کاملہ سے جاری کی ہے اُس میں وہ زیادہ سے زیادہ حصہ لینا شروع کر دیں۔

(از رجسٹر خطباتِ ناصر غیر مطبوعہ)